خطبہ جمعہ

نیک کی صحبت اپنے اندر ایک غلبہ رکھتی ہے

وہ لوگ جو فرشتوں کے نزول کے عادی ہوں، جن کی مجالس پاک ذکر سے بھری ہوئی ہوں، وہ ایک لمحہ کے لئے برداشت کیسے کرسکتے ہیں کہ ان مجالس کی طرف بھی رجوع کریں جہاں ذکر الٰہی کی بجائے دین پر گند اچھالا جاتا ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ یکم مئی ۱۹۹۸ء بمطابق یکم ہجرت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام بیت السلام، برسلز (بیلجئم)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (سورة التوبہ آیت ۱۱۹)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے مومنو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کی جماعت کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اس آیت کے مضمون کو چھیڑنے سے پہلے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آج چار بجے جماعت احمدیہ جرمنی کی ۷اویں مجلس شوریٰ ہمبرگ میں منعقد ہو رہی ہے جو انشاء اللہ تین دن جاری رہے گی اور انکی یہ خواہش تھی کہ میں ان کی مجلس شوریٰ کو بھی اسی بیلجئم کے اجلاس میں شامل سمجھ کر ان سے بھی مخاطب ہوں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ سویڈن کی مجلس شوریٰ بھی آج ہی منعقد ہو رہی ہے اور ان کی خواہش تھی کہ اگر ہمیں مخاطب نہ کر سکیں تو کم از کم ہمارا نام ضرور لے دیں تاکہ ساری دنیا میں ہمارے لئے دعا ہو جائے اور انشاء اللہ مجلس شوریٰ آپ کی پہلی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ہی بہترین روایات کے مطابق منائی جائے گی۔

جماعت احمدیہ میں مجلس شوریٰ کا نظام اب بڑھتا اور پھیلتا چلا جا رہا ہے اور میری کوشش یہی ہے کہ اس شوریٰ کے نظام کو پرانی مرکزی روایات کے مطابق کروں اور یہ نہ ہو کہ ہر جگہ الگ الگ شوریٰ نئی نئی روایات کے ساتھ منعقد ہو رہی ہو۔ آج ہی مثلاً جرمنی سے یہ اطلاع ملی ہے کہ انہوں نے غالباً بہت لمبا ایجنڈا بنایا ہوا تھا اس لئے بجائے اس کے کہ سب کمیٹیاں بنائی جاتیں ان کا خیال تھا کہ سارا ہاؤس یعنی پورے کے پورے حاضرین بیک وقت سارے مشوروں پر غور کریں۔ اب یہ ایک Innovation ہے، ایک بدعت ہے جس کا آغاز جرمنی جیسے اچھی کارکردگی والے ملک سے ہونے لگا تھا۔ تو الحمد للہ کہ میں نے اس سے پہلے ان کی شوریٰ کے ایجنڈا اور ان کے پروگرام کے متعلق معلومات حاصل کرلیں اور ان کو فوری ہدایت دی کہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ آپ کی مجلس شوریٰ دنیا میں منعقد ہونے والی تمام مجالس شوریٰ کے مطابق ہی ہو گی۔ الحمد للہ کہ انہوں نے فوری طور پر اس بات کی درستی کر لی ہے۔

ان کی شوریٰ میں جو ایجنڈا پیش ہے وہ بہت ہی غیر معمولی طور پر ایسے پروگراموں پر مشتمل ہے جو بہت زیادہ روپیہ بھی چاہتے ہیں کیونکہ جہاں تک میں نے غور کیا ہے وہ ایجنڈا ایسا ہے کہ جب تک غیر معمولی طور پر روپیہ خرچ نہ کیا جائے اس پر عمل درآمد ہو ہی نہیں سکتا اور جماعت جرمنی کا یہ حال ہے کہ پچھلے ایک دو سال سے ان کے چندوں میں کمی آرہی ہے یعنی جو باقاعدہ چندے ہیں ان میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایسے تاجر اور دوسرے اچھا کام کرنے والے امیر لوگ ہیں جو اگر اپنے بجٹ کو صحیح طور پر ادا کریں، وصیت ہی کا حصہ اگر پورا ادا کیا جائے تو جماعت جرمنی کی حالت پہلے سے بہت بہتر ہو سکتی ہے۔ (اس موقعہ پر لاؤڈ سپیکر میں آواز کی خرابی ظاہر ہونے پر حضور نے فرمایا: "یہ آپ کا لاؤڈ سپیکر کچھ خراب ہے۔ ذرا بھی میں اِدھر اُدھر منہ کروں توپھر یہ آواز نہیں اٹھاتا اور یہی بیماری ہمیشہ سے لائوڈ سپیکر کے نظام میں چلی آتی ہے۔ باربار میں سمجھاتاہوں، باربار اسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یا تو سیدھا اکڑ کر بیٹھ جاؤں اور دائیں بائیں بالکل نہ دیکھوں ورنہ آواز میں فرق پڑ جائے گا۔ اب مجھے مجبوراً یہی کرنا پڑے گا کہ سیدھا مخاطب ہو کر آپ سے بات کروں اس لئے جو احباب دائیں یا بائیں توقع رکھتے ہیں کہ میں ان کی طرف بھی دیکھوں ان سے میری معذرت ہے اس میں میرا قصور نہیں یہ آپ کے انتظام کا قصور ہے")۔ پھر اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے حضور نے فرمایا: "بہرحال جماعت جرمنی کے متعلق بات ہو رہی تھی کہ میں تفصیل سے تو نہیں کہہ سکتا کہ کس حد تک ان کے اندر مالی استطاعت موجود ہے مگر میرا یہ تاثر ضرور ہے کہ جن دوستوں پر میں نظر ڈالتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت غیر معمولی طور پر رزق عطا فرمایا ہے۔ اگر یہ سارے لوگ اپنے حصہ وصیت کو صحیح ادا کریں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ جماعت احمدیہ جرمنی کو کچھ مالی مشکلات درپیش ہوں۔ لیکن انہوں نے بہت ہی امیدوں کے ساتھ بہت اونچا پروگرام بنایا ہے اور آمدن اتنی دکھائی نہیں دے رہی تو اس حصے کو خاص طور پر زیر غور لائیں۔ آپکی آج کی مجلس شوریٰ میں مالی امور پر خصوصی بحث ہونی چاہئے اور اس کے متعلق مجھے تسلی بخش رپورٹ ملنی چاہئے کہ آپ نے جتنے پروگرام بنائے ہیں اپنی مالی استطاعت کے مطابق بنائے ہیں ورنہ ان پروگراموں کو کچھ کم کرنا پڑے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی طریق تھا کہ وہ ہمیشہ کسی تجویز کو بھی اس وقت تک زیر غور نہیں لاتے تھے جب تک اس کے متعلق مالی ضروریات کا پہلے سے انتظام نہ کیا جاچکا ہو اور یہ تسلی نہ ہو کہ ان نئی تجاویز کے اوپر جتنا خرچ بھی آنا ہے وہ سارے کا سارا مہیا کرنے کے لئے مجلس شوریٰ نے الگ انتظام کر رکھا ہے، ایسی صورت میں تجاویز پیش ہوا کرتی تھیں۔ اب میرے پاس اتنا وقت تو نہیں رہا کہ ان تجاویز میں سے بعض کو میں رد کر دیتا، بعض کو نسبتاً کم کرتا مگر اب مجلس شوریٰ اور امیر صاحب کا فرض ہے کہ وہ اس پہلو سے پہلے مالیات پر غور کریں پھر مالیات کے مطابق جتنی توفیق ہے اتنے پَر پھیلائیں اور اسی نسبت کے ساتھ اپنے آئندہ سال کے پروگرام کو مرتب فرمائیں۔

جہاں تک سویڈن کا تعلق ہے دعائیہ پیغام تو ہے لیکن اس کے علاوہ یہ بھی میں گزارش کروں گا کہ جماعت سویڈن نے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے پرانے دلدر دور فرما دئے ہیں اور نئے ہلکے قدموں کے ساتھ جماعت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ان کی مجلس شوریٰ میں بھی یہی پاکیزہ ماحول جاری رہے گا اور جماعت سویڈن آئندہ پہلے سے زیادہ تیز قدموں کے ساتھ ترقی کرے گی۔

اب میں آپ کے سامنے وہ مضمون رکھتا ہوں جو اس آیت کریمہ میں مذکور ہے۔ یٰا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ وَكُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اور سچوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ یہ آیت کریمہ میں نے اس لئے منتخب کی تھی کہ اس سے پہلے خطبے میں میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ بدوں سے پرہیز کرو اور جتنا دور بھاگ سکتے ہو بدوں سے دور بھاگو اور نیکوں کی مجلس میں بیٹھو کیونکہ بدوں سے خالی بھاگنا کافی نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کس طرف بھاگو۔ اگر بدوں سے بھاگو گے تو اس سے بہتر مجلس پیش نظر ہونی چاہئے اور یہی وہ مضمون ہے جسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خوب کھول کھول کر بیان فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی مضمون پر بہت روشنی ڈالی ہے۔

پہلی روایت جو اس وقت میرے سامنے ہے یہ جامع الترمذی سے لی گئی ہے اور حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ 'عن الاغرّ ابی مسلم انه شهد علی ابی هریرة و ابی سعید الخدری'، کہ اغرّ ابو مسلم ابوہریرہؓ اور سعید الخدریؓ کے پاس گئے اور ان سے سوال کیا جس کے جواب میں ابوہریرہؓ یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے اسے فرشتے

جَلِیسُھُم ۔ کہ یہ ایسی قوم ہیں کہ ان کا ساتھی محروم اور بد بخت نہیں رہ سکتا"۔ کتنی عظیم الشان خوشخبری ہے۔ایک انسان اگر براہ راست صحبت سے استفادے کا فیصلہ نہ بھی کرے، یہ نیّت لے کر نہ بھی بیٹھے ویسے ہی چلتا ہوا تھک کر کسی ایسی صحبت میں بیٹھ جائے اس کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :"اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور ہے۔ غرض **نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں**"۔ نفس مطمئنہ وہ نفس ہے جو اللہ تعالیٰ سے کامل طور پر راضی ہو چکا ہو اور یہ جو ہے اللہ کے ذکر سے اطمینان پانا اس کی ایک یہ صورت ہے کہ ان لوگوں کے پاس بیٹھو جو مجسم ذکر ہو چکے ہوں اور نفس مطمئنہ رکھتے ہوں۔ان کے دل میں کسی اور طرف رخ کرنے کی کوئی خلش نہیں ہوتی، صرف اللہ ان کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور خدا ہی کی ذات میں رہتے ہیں۔ فرمایا، "نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں"۔ وہاں جا کے ان کو سکون ملتا ہے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور دل اطمینان پا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک تجربہ ہے جو میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ میں سے بہتوں کو ہوا ہوگا کہ اطمینان یافتہ آدمی کے پاس پہنچ کر دل پہ گہرا سکون طاری ہو جاتا ہے۔

"امّارہ والے میں نفس امّارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں"۔ جس کا دل ہر وقت اس کو بدیوں کی تحریک کر رہا ہو اس کے پاس بیٹھو گے تو تمہارے دل میں بھی بدیوں کی تحریکیں شروع ہو جائیں گی۔ "اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں"۔ جس شخص کے پاس بیٹھو اگر اس کا نفس بار بار اس کو اپنی کمزوریوں اور بدیوں پر ملامت کرتا ہے تو جو پاس بیٹھتا ہے وہ یہ محسوس کرے گا کہ اس کے دل میں بھی اپنی کمزوریوں اور بدیوں پر ملامت کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ "اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلّی ملنے لگتی ہے"۔ اس سے پہلے اگرچہ نفس مطمئنہ کا ذکر گزر چکا ہے مگر اب چونکہ تدریج میں ذکر فرما رہے ہیں اس لئے آخر پر پھر نفس مطمئنہ کا ذکر ضروری تھا۔

پھر فرماتے ہیں، "صادقوں کی صحبت میں رہنا ضروری ہے بہت سے لوگ جو دور بیٹھے رہتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ کبھی آئیں گے اس وقت فرصت نہیں ہے بھلا تیرہ سو سال کے موعود سلسلہ کو جو پالیں اور اس کی نصرت میں شامل نہ ہوں اور خدا اور رسول کے موعود کے پاس نہ بیٹھیں وہ فلاح پا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں"۔ یعنی دُور کی بیعتؓ ان معنوں میں کہ بیعت کی اور دُور ہی بیٹھے رہے اس کے نتیجے میں فلاح نصیب نہیں ہو سکتی۔

اب جو زمانہ آگیا ہے اس میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کروڑ سے بہت آگے بڑھ چکی ہے اور **ایسے دن آنے والے ہیں جبکہ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں انسان جماعت میں داخل ہونگے**۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ سارے یہاں آجائیں۔ اس چھوٹی سی مسجد میں یا کسی بڑی مسجد میں بھی میں بیٹھا ہوں ناممکن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو شخص نمائندگی کر رہا ہو، جب بھی کر رہا ہو ساری دنیا کے کروڑ ہا لوگ ان کے پاس پہنچ جائیں اور اگر نہ پہنچیں تو ان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فتویٰ صادر ہو جائے کہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتے۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے ہمیں عطا فرما دی ہے اور دور بیٹھنے والوں کو بالکل یہی احساس ہوتا ہے کہ گویا وہ اسی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ چاہے دنیا کے کسی کونے میں بس رہے ہوں ان کے دل پر اتنا گہرا اثر پڑتا ہے مجلس کا کہ ان کو خیال بھی نہیں گزر رہا ہوتا کہ وہ کہیں اور بیٹھے ہوئے ہیں۔ بالکل ہمارے اندر، بیچ میں اسی احساس کے ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں جس طرح آپ یہاں ایک احساس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

بہت سے خطوط مجھے ملتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم ایسی صورت میں اپنے سے بالکل کھوئے جاتے ہیں یہاں تک کہ چھوٹے بچے ہیں وہ تو اٹھ اٹھ کر ٹی وی کی سکرین کو انگلیاں لگاتے ہیں۔ ایک بچی نے لکھا کہ مجھے امی نے ساری بات سمجھائی کہ الیس اللہ بکاف عبدہ کا کیا مطلب ہے۔ اور یہ انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی جو آپ پہنتے ہیں اس کا قصہ بھی سنایا تو کہتی ہیں مجھے بے اختیار جب آپ کا ہاتھ انگوٹھی والا نظر آیا تو دوڑ کے گئی اور سکرین پر منہ لگادیا کہ اس انگوٹھی کو چوموں۔ اب یہ بناوٹی باتیں نہیں ہیں۔ یہ محبت کے بے انتہا اور غیر اختیاری مظاہر ہیں جو جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے۔ پس یہ خیال دل میں پیدا ہوتا کہ دُور بیٹھے اب کیا کریں گے۔ **اگر دُور بیٹھے لوگ ٹیلی ویژن پر کم سے کم خطبہ سننے کا اہتمام کریں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ مراد پوری ہو جاتی ہے کہ وہ آئیں اور صحبت سے فیض یافتہ ہوں۔**

فرمایا :"ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں۔ ایں خیال است و محال است و جنوں"۔ کہ خدا بھی چاہو اور دنیا بھی چاہو یہ محض خیال ہے۔ محال ہے، ناممکن ہے اور جنون ہے۔ پس یہ دو چیزیں اکٹھی نہیں چل سکتیں۔ اگر خدا چاہتے ہو تو خدا چاہنے کے لئے جو تقاضے ہیں وہ تقاضے پورے کرو۔ اگر دنیا چاہتے ہو تو دنیا کی طرف منہ کر لو مگر یہ بین بین کا رستہ اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا چاہتے ہوئے خدا چاہتے ہو تو پھر لازماً رفتہ رفتہ دنیا سے دور ہٹنا اور خدا کی طرف آگے بڑھنا لازم ہوگا۔ فرماتے ہیں :"دین تو چاہتا ہے کہ مصاحبت ہو پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دین داری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے۔ ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آکر رہیں، فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں مگر اس کی پرواہ کچھ نہیں کرتے"۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جو مضمون بیان فرما رہے ہیں یہ اس زمانے کی باتیں ہیں جبکہ احمدیت کا آغاز تھا اور لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت کا پورا احساس نہیں تھا۔ دور بیٹھے کبھی طاعون کے اثر سے، کبھی کوئی اور نشان دیکھ کر بیعت تو کر لی مگر دل میں وہ غیر معمولی پاک تبدیلی پیدا نہ ہو سکی جس کے نتیجے میں بے اختیار وہ کشاں کشاں قادیان کی طرف چلے آئیں۔ ایسے لوگوں کی بے اعتنائی کے اوپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو افسوس فرمایا ہے آج آپ لوگ اس بے وقوفی میں مبتلا نہ ہوں کہ آج کے لوگ نئے آنے والے پہلوں سے بہت بہتر ہیں اور یہ ہمارے زمانے کی پہلے زمانوں پر ایک فضیلت ہے۔ اگر بہتر ہیں تو تو وہ درد جو مسیح موعودؑ کے دل میں اُس وقت پیدا ہوا ہے جب تقریر فرما رہے تھے، وہ درد ہے جو خدا نے قبول فرمایا ہے۔ پس سو فیصدی ہم آپ ہی کی جوتیوں کے غلام ہیں اور آج جو حیرت انگیز معجزے دیکھ رہے ہیں یہ ان دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اس بات کو اگر کوئی شخص بھلا دے تو انتہائی بے وقوف ہوگا اور وہ بالکل غلط اور باطل خیالات میں مبتلا ہو کر اپنا دین کھو سکتا ہے۔

فرماتے ہیں :"جو میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلے کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متقی اور پرہیزگار ہوں"۔ یعنی ایسے بھی لوگ ہونگے جو متقی اور پرہیزگار ہیں مگر دور بیٹھے ہیں اور اپنے ہی تقویٰ میں گم ہیں۔ "مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے"۔ عملی تکمیل، علمی تکمیل کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ مضمون ہے جو ذرا ٹھہر کر سمجھانے والا ہے۔ فرمایا "پس تکمیلِ عملی بدوں تکمیلِ علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آکر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔ بار بار خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے"۔ یہ مراد ہے۔ "اس کی وجہ کیا ہے یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلے کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔ پس اگر تم واقعی اس سلسلے کو شناخت کرتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا سچا وعدہ کرتے ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اس پر عمل کیا ہوتا ہے۔ کیا کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْن کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اگر تم واقعی ایمان لاتے ہو اور سچی خوش قسمتی یہی ہے تو اللہ تعالیٰ کو مقدم کر لو۔ اگر ان باتوں کو رڈی اور فضول سمجھو گے تو یاد رکھو خدا تعالیٰ سے ہنسی کرنے والے ٹھہرو گے"۔

(الحکم جلد نمبر ۳۱، ۲۴ / اگست ۱۹۰۲ء)

اب میں دوبارہ اس حصے کو لیتا ہوں جس کے متعلق میں نے کہا تھا ٹھہر کر سمجھانے والی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مقام اور مرتبہ یہ تھا کہ بغیر علم عطا کئے بھی تزکیہ نفس فرماتے تھے۔ اور وہی تزکیہ نفس کا مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی جاری ہوا۔ پس آپ کی تحریر کا پہلا حصہ اس سے متعلق ہے جہاں پاس بیٹھنے والے پر اثر پڑ رہا ہے، بغیر گفتگو کے اثر پڑ رہا ہے اس

پورے ہو جائیں گے اور یہ ہے تو سب کچھ رہ گیا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے الفاظ میں اگرچہ اپنے آپ کو محض پیش کریں کہ مجھے محبت عطا فرما لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے سب قریبیوں اور عزیزوں کو جن سے آپ کو پیار ہے یا جو آپ سے پیار کرتے ہیں ان کو بھی شامل کر لیں۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات اسی مضمون کے تعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

فرمایا، "یاد رکھو میں جو اصلاحِ خلق کے لئے آیا ہوں جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے لیکن میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ جو سرسری طور پر بیعت کر کے چلا جاتا ہے اور پھر اس کا پتہ بھی نہیں ملتا کہ کہاں ہے اور کیا کرتا ہے اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ وہ جیسا تہی دست آیا تھا تہی دست جاتا ہے"۔

پس آج کل جو ہمارا تبلیغ کا غیر معمولی دور چل رہا ہے جن ممالک میں بھی خصوصیت سے تبلیغ ہو رہی ہے ان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مغرب میں جرمنی سر فہرست ہے اور ان کے ایجنڈے میں بھی تبلیغ کے موضوع پر بہت زور دیا گیا ہے، ان کو میں یاد دلاتا ہوں کہ تبلیغ کے ذریعے ایسے لوگ چاہئیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا قرب ان کو ان جماعت کے ممبران کے ذریعہ نصب ہو سکتا ہے جو تبلیغ میں ایک ذریعہ بنے ہوئے ہیں، براہ راست غائب کا تصور مشکل ہے۔ غائب کا قرب خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو کسی ذریعے کو چاہتا ہے اسی لئے اللہ کا قرب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قرب کو چاہتا ہے اس لئے کہ آنحضرتؐ کو دیکھا تو خدا کو دیکھا کیونکہ رسول اللہ کی صفات میں خدا جلوہ گر ہے۔

پس یہ بہت ہی اہمیت کا مضمون ہے۔ جس کو آپ قریب سے دیکھیں وہ آپ کے دل پر قابض ہو جاتا ہے۔ اللہ کو آپ براہ راست قریب سے دیکھ نہیں سکتے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس کا کوئی وسیلہ ہو۔ جسے قریب سے دیکھیں تو اس کی محبت آپ پر غلبہ کرے مگر وہ محبت ایسی ہو کہ اس کے غلبے کے ساتھ اللہ کی محبت از خود غلبہ کر جائے۔ یہ وہ مضمون ہے جو آج بھی اسی طرح اہمیت رکھتا ہے اور آپ سب میں اگر مسیح نمائی کی صفات موجود نہ ہوں یعنی مسیح موعود دکھانے کی صفات موجود نہ ہوں تو آنے والے جیسے سوکھے آئے تھے ویسے سوکھے چلے جائیں گے اور ان کا کوئی بھی مستقل گہرا تعلق جماعت احمدیہ سے قائم نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ فرمایا "جیسا تہی دست آیا تھا تہی دست جاتا ہے"۔

"یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الله الله فی اصحابی۔ اللہ ہی اللہ ہے میرے صحابہ کے اندر"۔ کتنا عظیم الشان تعریف کا فقرہ ہے جو صحابہ کے حق میں حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ نے بیان فرمایا الله الله فی اصحابی۔ میرے صحابہ میں اللہ ہے، اللہ ہے۔ جس نے اللہ کو ڈھونڈنا ہے تو میرے صحابہ کو دیکھے۔ فرماتے ہیں "گویا صحابہ خدا کا روپ ہو گئے"۔ اور جو بات میں نے بیان کی تھی اس میں صرف حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی روپ نہیں تھے بلکہ جن جن پر حضرت رسول اللہ کی محبت غالب آئی وہ بھی خدا ہی کا روپ ہو گئے۔

"یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اور دور ہی بیٹھے رہتے"۔ یعنی یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ صحابہ جن کی تعریف میں فرمایا گیا الله الله وہ رسول اللہ ﷺ سے دور بیٹھے رہتے اور ان کو یہ درجہ مل جاتا۔ "یہ بہت ضروری مسئلہ ہے خدا تعالیٰ کا قرب بندگانِ خدا کا قرب ہے"۔ یہ وہ فقرہ ہے جس کو بہت احتیاط سے جانچنے اور پرکھنے کی ضرورت ہے۔ اس کی حقیقت کو سمجھنے میں اگر ادنیٰ سا بھی فرق کیا گیا تو ایسا شخص شرک میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ جتنی صوفیاء کی تحریکات چلی ہیں وہ بالآخر اسی شرک میں مبتلا ہو گئیں کہ وہ بزرگ جن کو دیکھ کر خدا یاد آیا کرتا تھا کسی زمانے میں اس بزرگ کو دیکھ کر وہ بزرگ ہی یاد آنے لگ گیا اور خدا کا تصور غائب ہو گیا۔ ایسے لوگ خدا رسیدہ نہ بن سکے بلکہ بزرگوں کا خیال کر کے اسی تصور میں مگن رہے اور اللہ کا یاد آنا بھلا بیٹھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن بندگان خدا کے اندر خدا دکھا رہے ہیں وہ وہ تھے جن کو دیکھ کر وہ بندے یاد نہیں رہتے تھے، خدا ہی یاد آتا تھا۔ جتنے صحابہ تھے ان کو دیکھ کر یہ نہیں تھا کہ کسی کو فلاں صحابی سے عشق ہو گیا، کسی کو فلاں صحابی سے عشق ہو گیا۔ سارے صحابہ میں، جیسے اصحابی کالنجوم فرمایا ہے، سارے صحابہ میں وہ خدا کی روشنی تھی اور ہر ایک کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا اور سب کو دیکھ کر بھی خدا یاد آتا تھا۔ تو ایسا خدا نما نہ بنیں کہ آپ اپنی ذات کو اچھال دیں اور آنے والے آپ کو دیکھ کر آپ کے مداح تو ہو جائیں مگر مسیح موعود کو آپ میں نہ دیکھ سکیں اور خدا کو آپ کی ذات میں نہ دیکھ سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ کا ارشاد کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْن اس پر شاہد ہے کہ تم سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"۔ یہی جو میں نے آیت پڑھی ہے اسی آیت کے حوالے سے فرما رہے ہیں "خدا تعالیٰ کا ارشاد کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْن اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک سرّ ہے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں"۔ اب دیکھنے میں تو ظاہری بات ہے سچوں کے ساتھ ہو جاؤ اس میں سرّ کیا ہے۔ فرمایا اس میں ایک راز ہے تھوڑے ہیں جو اسے سمجھتے ہیں۔ اور یہی میں آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ سچوں کے ساتھ ہوں تو اس شرط کے ساتھ ہوں کہ آپ کو سچوں کو دیکھ کر خدا یاد آئے اور آپ کو دیکھ کر دوسروں کو خدا یاد آئے۔ اس طرح کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْن ہو سکتے ہیں ورنہ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْن نہیں رہیں گے، باہر بیٹھے ان کی تعریفیں کر رہے ہونگے۔ بہت ہی اہم نکتہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ اور اسی لئے فرمایا اس میں ایک راز ہے اس راز کو نہیں سمجھو گے تو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ اکثر لوگ جو سچوں سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں وہ باہر بیٹھے ان کی تعریفیں کر رہے ہوتے ہیں ان کے اندر شامل نہیں ہوتے کہ خود وہ بھی قابل تعریف ٹھہریں۔ اور جب اندر ہونگے اور قابل تعریف ٹھہریں گے تو سچوں کے ساتھ ہونے کے نتیجے میں وہ بھی خدا نما بن جائیں گے۔ ان کی طرف انگلی نہیں اٹھے گی وہ انگلی خدا کی طرف اٹھ رہی ہو گی۔

فرمایا "مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کر سکتا"۔ ایک اور بہت اہم نکتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْن کا بیان فرمایا ہے جس کے متعلق پہلے مجھے تو خیال نہیں آیا تھا لیکن شاید کسی اور کو خیال آیا ہو، بہت عمدہ نکتہ ہے۔ جہاں تک میں نے تفاسیر دیکھی ہیں اس نکتے کو پہلے کسی نے بیان نہیں کیا۔ فرماتے ہیں "مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کر سکتا"۔ مامور من اللہ کے بھی اپنے مزاج ہوتے ہیں یا اپنی اس کی کیفیات ہوتی ہیں اور وہ کیفیات ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہتیں۔ کبھی ایک کیفیت ہے کبھی دوسری کیفیت ہے۔ کبھی جذب کا ایک خاص عالم ہے کبھی علم اور فلسفے کی باتیں بیان کرتا ہے۔ تو فرمایا کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْن کا مطلب ہے ایسے بزرگ سے چمٹے رہو جو خدا سے چمٹا ہو کیونکہ وہ کچھ نہ کچھ باتیں، کبھی نہ کبھی نئی ضرور بیان کرے گا اور تم ان باتوں سے محروم رہ جاؤ گے۔ یہ جو مضمون ہے یہی مضمون حضرت ابوہریرہؓ کے اوپر صادق آ رہا ہے۔ اپنی ساری زندگی جو بقیہ تھوڑی سی زندگی تھی یعنی اسلام قبول کرنے کے بعد جو ان کی باقی ساری زندگی تھی وہ مسجد سے چمٹے رہے۔ صرف یہ حرص تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے منہ سے نکلی ہوئی کوئی بات بھی ایسی نہ ہو جو میں خود نہ سن سکوں۔ اپنی ساری عمر کی ساری دوری کی تلافیاں فرما دیں اور چند سالوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے وہ فیض پا گئے جو بعض دوسرے بڑے بڑے صحابہ کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ کبھی کسی صحابی سے اتنی روایات بیان نہیں کی گئیں جتنی حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کی گئی ہیں حالانکہ ان کا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت میں تھوڑا تھا۔ آخری عمر میں ایمان لائے تھے اور چند سال سے زیادہ آپ کو توفیق نہیں ملی مگر ہر وقت تیار رہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے منہ سے جو موتی جھڑیں اسے اپنے دامن میں چن لیں۔

پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں مامور من اللہ ہمیشہ ایک جیسی باتیں نہیں کرتا۔ کبھی کوئی نکتہ بیان کر رہا ہے، کبھی کوئی نکتہ بیان کر رہا ہے۔ وہ لوگ جو دور رہنے کے عادی ہوں اکثر نکات سے محروم رہ جائیں گے۔ دوسری بات آپ یہ فرماتے ہیں، "وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسبِ موقع ان کی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے"۔ اب جو لوگ بھی ایسے مامورین کے قریب آتے ہیں وہ ان کے حالات دیکھ کر ان کی بیماریوں کی تشخیص بھی کرتا ہے اور ہر موقع پر ایک ہی طرح کے بیمار نہیں آتے۔ کبھی کوئی بیمار آیا، کبھی کوئی بیمار آیا ان کی تشخیص کرتا ہے اور ان کا علاج تجویز کرتا ہے۔ تو آپ دیکھ لیں احادیث کو سمجھنے کی کتنی زبردست کنجی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے ہاتھوں میں تھما دی ہے۔

حضرت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کیا کرتا کہ بتائیں میں کیا کروں۔ کسی کو کوئی نصیحت فرماتے تھے، کسی کو کوئی نصیحت فرماتے تھے حالانکہ بعض دفعہ سوال ایک ہی جیسا ہوتا تھا۔ عرض کرنے والا عرض کیا کرتا تھا کہ سب سے اچھا عمل کون سا ہے۔ کسی مجلس میں آپ یہ جواب دیتے تھے کہ سب سے اچھا عمل ماں کی خدمت کرنا ہے۔ کسی مجلس میں ماں کی خدمت کی بجائے جہاد کا ذکر فرما دیتے تھے۔ تو وہ لوگ جنہوں نے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث پر غور کیا ہے ان میں سے کوئی بھی اس نکتے کو نہیں پہنچا، ایک بھی نہیں جس نے یہ بات ہمیں سمجھائی ہو جو حضرت مسیح

پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں"۔ یہ دوسرا پہلو میں نے پہلے بھی کھول کر بیان کر دیا تھا اسلئے مزید تفصیل میں میں نہیں جاتا۔ یہ سمجھا تاہوں کہ **یہ صدق کوئی چھپی رہنے والی بات نہیں ہے جس کو یہ صدق نصیب ہو، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ اس کی تائید میں نشانات نہ ظاہر فرمائے اور اللہ تعالیٰ جو نشانات ظاہر فرماتا ہے وہ دنیا دیکھتی ہے اور دیکھ سکتی ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس کو خدا تعالیٰ آئندہ کی خوشخبریاں دیتا ہے، دشمنوں کے ارادوں سے متنبّہ فرماتا ہے۔** یہی نہیں سینکڑوں ہزاروں اور طریق ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے صادق بندے سے ایسا تعلق رکھتا ہے جو تعلق بولتا ہے، دل سے اچھلتا ہے اور اس کے ماحول میں پھیل جاتا ہے اور لوگ اس خدا کے تعلق کی وجہ سے جانچ سکتے ہیں کہ یہ صادق ہے۔

"اس صدق پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں"۔ خوارق سے مراد یہ ہے کہ عام نشانات نہیں بلکہ ایسے نشانات جو روز مرہ کے قانون سے ہٹ کر دکھائی دیتے ہیں، اتنے غیر معمولی ہوتے ہیں کہ کوئی آدمی جو تعصب سے پاک ہو وہ ان کا انکار کر ہی نہیں سکتا۔ ایسے خوارق کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا ہوئے اور ایسے خوارق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطا ہوئے۔ مثلاً پاگل کتے کا کاٹے ہوئے کا جو عبدالکریم پر اثر تھا اور ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ اس کا کوئی علاج ہو ہی نہیں سکتا۔ جب وہ پاگل پن عود کر آیا، دوبارہ حملہ کیا تو چوٹی کے ڈاکٹروں نے جو اس فن کے ماہر تھے یہ تار بھیجا کہ کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ "Nothing can be done for Abdul Karim"۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ عبدالکریم ٹھیک ہو جائے گا۔ آج تک اس عبدالکریم کی نسل حیدر آباد دکن میں موجود ہے اور بہت کثرت سے پھیل چکی ہے۔ ان میں سے ہر ایک زندہ گواہ بن گیا ہے۔ اس کو کہتے ہیں خوارق کا ظہور۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خوارق کو صرف اپنے لئے خاص نہیں فرما رہے۔ یہ ہے جو خوشخبری ہے۔ فرمایا تم صادق بنو اور دیکھو کہ تمہاری تائید میں بھی خدا تعالیٰ خوارق دکھائے گا اور ان خوارق کے نمونے میں بھی احمدیوں میں دیکھتا رہتا ہوں۔ واقعۃً بہت سے احمدی ایسے ہیں جن کی تائید میں اللہ تعالیٰ خارق عادت معجزے دکھاتا چلا جا رہا ہے اور یہ دنیا میں پھیلے پڑے ہیں۔ پس اس وجہ سے **وہ صادق بننے کی کوشش کریں جن کے لئے خدا التقدیر کو حرکت دیتا ہے اور وہ انسانی تدبیروں پر غالب آجایا کرتی ہے۔** اگر ایسے صادق بن جائیں گے تو پھر دیکھیں تو سہی کہ دنیا میں احمدیت کس شان کے ساتھ پھیلتی اور کیسے کیسے دنیا کی اصلاح کرتی ہے۔ کتنے عظیم الشان فوائد احمدیت سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔

فرمایا: **"چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے جو شخص ایسے آدمی کے پاس جو حرکات و سکنات، افعال و اقوال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے صحت نیت، پاک ارادے اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا تو یقین کامل ہے کہ اگر وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئے گا کیونکہ صادق کا وجود خدا نما وجود ہوا کرتا ہے"۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بہت سے دہریوں کو شفا بخشی مگر ان کو جو پاس آئے اور کچھ دیر ٹھہرے اور خدا نمائی کے نشان دیکھے۔ لیکن جو آئے اور گزر گئے ان کی اصلاح تو نہیں ہو سکتی تھی، نہ ہی ان کے لئے یہ موقع تھا کہ وہ ٹھہر کر تازہ بتازہ، نَو بہ نَو نشانات کا خود مشاہدہ کر سکیں۔ فرمایا پاک ارادے، نیت صاف ہونی ضروری ہے۔

"اور مستقیم جستجو"۔ "مستقیم جستجو" ایک بہت ہی پیارا محاورہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایجاد فرمایا ہے۔ فرمایا جستجو سرسری بھی تو ہو جاتی ہے۔ دیکھا، کوئی چیز نہیں ملی، چلے گئے کہ کوئی بھی نہیں ہے۔ لیکن ایک چیز کا کھوج لگانے کے لئے جس طرح پولیس بعض دفعہ قتل کے نشانات ڈھونڈتی ہے اس کو کہتے ہیں مستقیم جستجو۔ وہ چھوڑتے نہیں اس بات کو۔ خالی میدان دکھائی دے رہا ہے وہاں کوئی بھی نشان نہیں، گھاس کی پتی پتی کو بڑی استقامت کے ساتھ الٹ کے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ہزارہا آدمی پولیس کے ساتھ اس مستقیم جستجو میں شامل ہو جاتے ہیں اور بالآخر وہ پھل لاتی ہے۔ ایک مچھلی پکڑنے والا بعض دفعہ سارا دن وہاں بیٹھا رہتا ہے اس کو جستجو ہے کہ مچھلی ہاتھ آئے اور بعض دفعہ ایک دن، دو دن، تین دن کے بعد بہت بڑی مچھلی پکڑ لیتا ہے اور وہ ساری زندگی فخر سے دکھاتا پھرتا ہے کہ یہ اتنی بڑی مچھلی میں نے پکڑی تھی۔ وہ مچھلی تو نہیں دکھا سکتا مگر اس کا ڈھانچہ بنا کر دیواروں پہ سجا لیتا ہے۔ پس اس کو مستقیم جستجو کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ پاک ارادہ ہو تو پھر جستجو بھی مستقیم ہو۔ میں جو کہتا ہوں کہ خدا مجھے نشان دکھاتا ہے تو ایک مچھلی پکڑنے والے، ایک نشان تلاش کرنے والی پولیس سے زیادہ خدا کی قیمت اس کے دل میں ہونی چاہئے۔ اتنے بڑے وجود کی باتیں میں کر رہا ہوں اور آیا اور چلا گیا یہ تو بڑی بے وقوفی ہے۔ تو بیٹھا رہے، دیکھتا رہے، غور کرے کہ کون سا نشان ظاہر ہو رہا ہے۔ جب وہ غور کی آنکھ کے ساتھ دیکھے گا تو اس کو کثرت سے نشان دکھائی دینے لگیں گے۔ "تو یقین کامل ہے کہ وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئے گا کیونکہ صادق کا وجود خدا نما وجود ہوتا ہے"۔ وہ اس وجود میں اللہ کو دیکھ لیتا ہے۔

"اِنسان اصل میں اُنسان ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ"۔ اُنس کہتے ہیں پیار کو، مجھے اس سے اُنس ہے۔ تو فرمایا لفظ انسان دراصل اُنسان تھا جو کثرت استعمال سے اِنسان میں بدل گیا۔ یہ عربی کا قاعدہ ہے کہ کثرت استعمال کے ساتھ جو مشکل حرکات ہیں وہ آسان حرکات میں بدلتی رہتی ہیں۔ سب سے آسان حرکت زیر کی حرکت ہے۔ اُنس میں جو پیش کی حرکت ہے یہ سب سے مشکل ہے، اس کے بعد زبر کی حرکت، اس سے کم مشکل پھر زیر کی حرکت سب سے آسان۔ تو یہ لفظ دراصل اُنس تھا جو اِنسان میں تبدیل ہو گیا لیکن معنے وہی رکھتا ہے دو محبتوں کا مجموعہ۔

"ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔ چونکہ انسان کو تو اپنے قریب پاتا ہو ا دیکھتا ہے اور اپنی بنی نوع کی وجہ سے اس سے جھٹ پٹ متاثر ہو جاتا ہے"۔ فطرت میں تو اللہ کا اُنس بھی ہے اور بندوں کا اُنس بھی ہے لیکن اللہ ہر شخص کو قریب دکھائی نہیں دے سکتا۔ مگر فرمایا انسان جو اپنی جنس کا ہے اس کو انسان فوراً دیکھتا ہے اور اپنے ہم جنس ہونے کی وجہ سے اس سے متاثر ہوتا ہے۔ پس جو بھی چیز قریب ہے۔ وہ ضرور اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اور جو دُور ہے وہ رفتہ رفتہ اپنا اثر کھو دیتی ہے یا اثر ہے تو واضح طور پر محسوس نہیں ہوتا۔ پنجابی میں لوگ کہتے ہیں نہایت بے ہودہ مثال ہے کہ "خدا نیڑے کہ گھسُن" تم جو خدا سے ڈرتے پھرتے ہو دیکھو نزدیک کیا ہے۔ مکا نزدیک ہے یا اللہ نزدیک ہے۔ تو بڑی جاہلانہ بات ہے مگر اس بات میں بھی صداقت ضرور ہے۔ کیونکہ آج پاکستان میں اکثر لوگ جو ہمیں دکھائی دے رہے ہیں یا دوسرے ممالک میں وہ گھسُن سے ڈرتے ہیں، اللہ سے نہیں ڈرتے۔ خواہ اللہ پر یقین بھی رکھتے ہوں۔

یہ مسئلہ ہے جو مسیح موعود بیان فرما رہے ہیں، "اپنی بنی نوع کی وجہ سے اس سے جھٹ پٹ متاثر ہو جاتا ہے اس لئے کامل انسان کی صحبت اور صادق کی معیت اسے وہ نور عطا کرتی ہے جس سے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے"۔ اب صادق کی معیت میں اگر وہ سچی معیت ہے تو جس وجود کو دیکھ رہا ہے وہ خدا نما ہوتا ہے وہاں نظر ٹھہر نہیں جاتی۔ یہ باتیں میں پہلے بھی کھول چکا ہوں کہ ایسے لوگ جو پیر پرستی کا رجحان رکھتے ہیں وہ صادق کی صحبت اختیار کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ ان کو صرف پیر ہی دکھائی دیتا ہے اور اگر وہ سچا تھا بھی تو خدا کی طرف اس کی انگلیاں نہیں اٹھ رہی ہوتیں۔ اگر اٹھتی ہیں تو یہ بیوقوف اپنی پیر پرستی کے رجحان کی وجہ سے ان کو دیکھ نہیں سکتا۔ تو وہاں جا کے نظر ٹھہر گئی جو مقصود نہیں ہے اس سے نظر اوپر اٹھنی چاہئے تھی تو دونوں کی سچی تعریف فرما دی۔ صادق بھی وہ جس کی معیت سے اسے وہ نور عطا ہو جو خدا دکھا دے اور طلبگار بھی مستقیم جستجو کے ساتھ طلب کرنے والا خدا کو اس وجود میں دیکھے نہ کہ صرف اس وجود پر

اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ کیوں فرمایا گیا کہ ہر حال میں، ہر لمحہ آپ کی حالت پہلے سے بہتر ہو رہی ہے کُونُوامَعَ الصَّادِقِیْنَ کا مضمون آپؐ پر صادق آرہا تھا کیونکہ آپ کا تعلق خدا سے تھا اور مسلسل اللہ سے تعلق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جن کا کوئی انت نہیں، جن کی کوئی انتہاء نہیں وہ صفات آپ کو اپنی طرف بلا رہی تھیں جو ہمیشہ آپ کو ایک لامتناہی سفر میں مبتلا کر رہی تھیں۔ اور جو خدا تعالیٰ کی طرف سفر اختیار کرتا ہے وہ ہمیشہ ہر حال میں پہلے سے بہتر ہو رہا ہوتا ہے۔ پس کتنا عظیم مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان چھوٹے چھوٹے اشاروں میں بیان فرما دیتے ہیں کہ صادقوں کی معیت میں تم اگر صدق کے ساتھ بیٹھو گے تو لازم ہے کہ صادق کی طرح بننے کی کوشش کرو گے۔ پس اس کے صدق کے ساتھ تمہارے اندر ارتقاء کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔

جب تک تم اس صادق کی تمام حسین صفات کو اپنا نہیں لیتے اس وقت تک تم آگے بڑھتے چلے جاؤ گے اور ایک صادق اگر خود لامتناہی صفات نہیں رکھتا تو صادق بنتا ہی جب ہے جب اس کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہو۔ وہ ایک منزل ہوتا ہے، راستے کی منزل، جس پہ قدم رکھ کر وہاں قدم رک نہیں جایا کرتے۔ وہ آگے آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت کی طرف لے جاتا ہے اور وہ صحبت ایسی ہے جو خدا کی صحبت ہے۔ پس اسلام کے اندر لامتناہی ترقیات کے رستے کھول دئے گئے ہیں اور اس آیت کُونُوامَعَ الصَّادِقِیْنَ کی ہر تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نئے رستے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ ہر رستہ آسان بھی ہے اور کامل بھی ہے۔

پس آپ سب کو مجالس شوریٰ کے ممبران ہیں یا ویسے ہی ان سب کو جو شوریٰ کی وساطت سے میرے مخاطب ہیں یعنی تمام دنیا کے احمدی، ان سب کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ کُونُوامَعَ الصَّادِقِیْنَ کا سبق پلے باندھ لیں۔ جو باقی باتیں رہ گئی ہیں وہ انشاء اللہ آئندہ جمعہ میں بیان کر دوں گا مگر جو بیان کی ہیں یہ بھی بہت ہیں۔ اتنی ہیں کہ اگر آپ ان پر عمل کریں تو ساری زندگی سنور سکتی ہے۔ نومبایعین کو بھی پیار اور حکمت کے ساتھ یہی باتیں سمجھائیں،۔ پھر انشاء اللہ آپ کو قرآن کی سچی معرفت نصیب ہونا شروع ہو گی کیونکہ قرآن کی معرفت حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کردار کے حوالے کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ پھر آپ کو یہ عادت پڑ جائے گی کہ قرآن کریم کی جو بھی تشریح کرنے لگیں اپنے نفس اور اپنی خواہش کے مطابق نہ کریں جیسا کہ آج کل کے بدنصیب علماء کرتے ہیں۔ ہر تشریح کو رسول اللہ ﷺ کے کردار پر پرکھیں۔ آپ کا کردار غلط تشریحات کو جھٹک دے گا، اپنے جسم سے مس تک نہیں ہونے دے گا اور جو سچی تشریحات ہیں وہ بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کردار کے مطابق ہوں گی۔ پس آج جبکہ علوم کا زمانہ ہے اور ہم سب نے دنیا میں کثرت سے قرآنی علوم پھیلانے ہیں اس کا بھی یہی رستہ ہے کہ کُونُوامَعَ الصَّادِقِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆......☆